سُوْرَۃُ الاَنْعَام کی تفسیر

Lesson 6: Al-An'aam (Ayaat 93 - 110): Day 19

تفسیر دیکھیں گے؛

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمُ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے۔ یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب خدا نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنا لیتا ہوں۔ اور کاش تم ان ظالم (یعنی مشرک) لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے ﴿۹۳﴾

یعنی کئی طرح کی جُرم کیئے؛

جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے (اللہ کے بارے میں جھوٹی بات کہنا، مثال کہ جھوٹی نبوت کو دعویٰ کرنا)

یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو، (مثال: کہ مجھے غیب کے اشارے ملتے ہیں، کشف اور الہام ہو رہے ہیں۔)

اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب خدا نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنالیتا ہوں، مثال: کہ یہ اللہ کا کلام کیا بڑی بات ہے میں بھی اس طرح کا کلام بنا سکتا ہوں۔ نعوذ باللہ)

'۔اس لئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے۔' اس طرح کے شخص کو ظالم کہا گیا اور اُس کی سزا کیا ہو گی؟

جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں، (غَمَرٰتِ: ایسی چیز جو کسی کو ڈبو دے اور بھگو دے۔ روح جسم میں چھپتی ہے تا کہ فرشتے نکال نہ سکیں۔ لیکن وہ بچ نہیں سکے گی)

اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں۔ (بَاسِطُوٓا : یہ استعارہ ہے کہ فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے۔)

آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی (تمہیں آج رسوائی ملے گی۔)

کافروں کی موت کے وقت فرشتے انہیں عذابوں، زنجیروں، طوقوں کی، گرم کھولتے ہوئے جہنم کے پانی اور اللہ کے غضب وغصے کی خبر سناتے ہیں جس سے ان کی روح ان کے بدن میں چھپتی پھرتی ہے اور نکلنا نہیں چاہتی، اس پر فرشتے انہیں مارپیٹ کر جبراً گھسیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب تمہاری بدترین اہانت ہو گی اور تم بری طرح رسوا کئے جاؤ گے جیسے کہ تم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اس کے فرمان کو نہیں مانتے تھے اور اس کے رسولوں کی تابعداری سے چڑتے تھے۔

یعنی جو شخص اپنی من مانی کرتا رہا۔ اللہ کے احکام کو بھول گیا۔ اپنی طرف سے دین بنالیا۔ اپنی پسند کی باتیں شامل کرلیں۔

عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ : اس کو ایک کافر کے لئے بھی لے سکتے ہیں اور مسلمان کے لئے بھی۔

دین کے بارے میں غلط کام باتیں کرتے تھے۔ آیتوں کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھنا۔ یعنی حق کو چھپانا۔

ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔ کہ موت کے وقت کافر کی روح سے سے کہا جائے گا کہ اُس کے بدن سے نکلو اس حال میں کہ تم بھی اس مفارقت پر ناراض ہو۔ اور اللہ بھی تم پر ناراض ہے۔ نکلو عذابِ الٰھی کی طرف، اگرچہ ملک الموت جسم سے روح کو خود نکالتے ہیں۔ لیکن یہاں ڈانٹ کے انداز سے کہا جارہا ہے کہ ' اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ ' کہ خود اپنی روح نکالو۔

خود انجکشن لگانا کتنا مشکل ہے؟ انسان کو خود اپنی ٹانگ کاٹنے پڑے تو کیسا محسوس کرے گا؟

ایک حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ ہے کہ کافر کے اندر سے روح ایسے نکلتی ہے جیسے ایک کپڑے کو کانٹوں بھری شاخ پر پھینک دیا جائے پھر وہاں سے اُتارنے کی کوشش کی جائے تو اُدھڑ اُدھڑ کر نکلتی ہے۔

ہمارے جسم میں روح گُندھی ہوئی ہے۔ جسم کے ہر سیل میں روح ہے۔ ہر Cell میں سے روح الگ الگ نکلے گی۔

بہت تکلیف دہ کام ہو گا۔ مثال سمجھ لیں کہ جیسے ویکس کرواتے وقت ایک ایک بال اُکھیڑا جاتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ شیونگ کرنا آسان کام ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے لیکن موت کی تکلیف کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔

ایک اور مثال: کہ اگر کھلے بالوں سے آٹا نکالنا ہو تو آسان لگے گا لیکن گندھے ہوئے بالوں یا چُٹیا سے آٹا نکالنا مشکل ہو گا۔

ایک حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ ہے کہ مومن کی روح ایسے نکلے گی جیسے خوشبو کی شیشی کھلی رہ جائے۔ یعنی شیشی خالی رہ جاتی ہے اور خوشبو اُڑ جاتی ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے یہ دُعا بھی سکھائی ہمیں چاہیئے کہ یہ دعا کرتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی غَمَرَاتِ الۡمَوۡتِ وَسَكَرَاتِ الۡمَوۡتِ

اے اللہ! موت کی سختیوں اور اُس سے طاری ہونے والی بے ہوشیوں میں میری مدد فرما (ترمذی)

وَلَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكۡتُمۡ مَّا خَوَّلۡنٰكُمۡ وَرَآءَ ظُهُوۡرِكُمۡ‌ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمۡ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ اَنَّهُمۡ فِيۡكُمۡ شُرَكٰٓؤُا‌ ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيۡنَكُمۡ وَضَلَّ عَنۡكُمۡ مَّا كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۹۴﴾

اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں۔

(آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہوگئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے ﴿٩٤﴾

اَوَّلَ مَرَّةٍ : یہاں سے پتا چل رہا ہے کہ دوبارہ پیدا کیا جائے گا، ورنہ صرف کہہ دیا جاتا کما خلقنکم۔

پھر اکیلے اکیلے اللہ کے حضور پیش کیئے جاؤ گے۔ چاہے تو جڑواں لوگ بھی ہوں، یا دیکھنے میں لگ رہا ہے کہ سب اکٹھے ایک ہی حادثے میں وفات پا گئے۔ سب کو اکیلے اکیلے حاضر کیا جائے گا۔

کہاں گیا تمہارا سب مال اسباب۔ سب زیور، سب بنگلے گاڑیاں۔ سب پیچھے رہ گیا۔ انسان مر کر سب کچھ چھوڑ جاتا ہے۔

'۔ اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور۔' پھر فرمایا گیا وہ تمہارا تھا بھی نہیں۔ تم سمجھتے تھے کہ تم مالک ہو اصل میں تم مالک نہیں تھے۔ اللہ مالک تھا اُس نے سب کچھ تم سے چھڑوالیا اور کسی اور کو دے دیا۔

یعنی ایک چیز آئی تو پہلی ختم۔ انسان اس دنیا سے بالکل بے بس ہو کر جائے گے۔

'۔ (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہوگئے۔' روح تنہا رہتی ہے۔ سب رشتے دنیاداری کے لئے ہیں۔

جس انسان کو کو اللہ ہدایت دیتا ہے اُس کی ساری رشتے داریاں ایک فاصلے پر رہتی ہیں۔ وہ اللہ کے حقوق ادا کرتا ہے۔ بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔ لیکن اُس کا دل جانتا ہے اور عمل ظاہر کرتا ہے کہ وہ آخرت کی اور اپنے اصل گھر کی تیاری کر رہا ہے۔

اس کو پڑھتے ہوئے محسوس ہو رہا ہے۔ کہ ایک مُردہ پڑا ہے۔ وہ کفن پہنے لیٹا ہے۔ اور پیچھے کپڑوں سے الماری بھری چھوڑ گیا ہے۔ زمین، جائیداد وہیں پڑے ہیں۔ گھر پر دوسرے لوگ قابض ہیں۔ گاڑی کوئی اور چلا رہا ہے۔

'۔ اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں۔۔۔' اب اکیلا قبر میں جائے گا۔ اکیلا اللہ کے سامنے پیش ہو گا۔ کوئی ساتھ نہیں ہے۔

شُفَعَآءَكُمْ : یہاں یہ بھی دیکھیں کہ انسان اپنی زندگی میں کئی حصّے دار بنالیتا ہے۔ اپنے شریک بنالیتا ہے۔ اپنے اوپر دوسروں کو مسلّط کرلیتا ہے۔ ماں باپ کے کہنے پر گناہ کرتا ہے۔ خاوند بیوی کے کہنے پر رشوت لیتا ہے۔ بچوں کے لئے ناجائز دھندے کرتا ہے۔ اور سب کو اپنے لئے شُفَعَآءَكُمْ بنالیتا ہے۔

ہمارے لئے عمل کا نقطہ: آخرت کے لئے خود غرض ہو جائیں۔ کسی کے کہنے پر گناہ نہ کریں۔ کوئی نہیں بچا سکتا۔ دوسروں کی دنیا بناتے بناتے اپنی آخرت نہ خراب کریں۔

' لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ 'سب ختم ہو گئے۔ سب چھوڑ گئے۔ کوئی ہمارا ساتھ نہیں دے گا۔

اللہ کا احسان ہے کہ ہمارے اندر نسیان اور تھوڑی بھول ڈالی ہے۔ تا کہ ہم گھر کھا پکا سکیں۔ ورنہ تو ہم دنیا کا کوئی کام نہ کرتے اور سب عبادت میں لگے رہتے۔

مثال: محسوس کریں کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا ہے تو اُسے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ نہ مزیدار کھانے کو دِل کرتا ہے۔ نہ بچوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔ نہ خاوند یا بیوی اچھے لگتے ہیں۔ دِل کرتا ہے سکون سے لیٹیں اور سب دُور چلے جائیں۔ اپنے پیاروں سے دُور جانے کو دِل چاہتا ہے۔

آج ہم کتنا بولتے ہیں؟ کسی بیمار کو قریب سے دیکھیں۔ آج ہم اپنے کو دیکھیں۔ اپنی ترجیحات پر غور کریں۔

نور القرآن ویب سائٹ سے اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کا 'اور میں مر گیا' لیکچر سُنیں۔

یہ ایسے شخص کہ کہانی ہے جو اچانک سب کچھ چھوڑ کر ایک دِن اچانک وفات پا جاتا ہے۔ ایسی چیزوں کو کبھی کبھی سُننا چاہیئے۔ جب انسان کے اندر خواہشیں سَر اُٹھا رہی ہوں۔ تو موت کو یاد کرے۔ نفس بہت زیادہ سرکشی کرے تو اُس انسان کو اِس طرح کی آیات کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنا، سُننا چاہیئے۔